قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲-نومبر ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۲۷-محرم ۱۳۳۷ ہجری | نمبر ۳۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود علیہ السلام میں خدا کے فضل سے خیر و عافیت ہے میر محمد اسحاق صاحب تاحال علیل ہیں احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرماویں۔

اگرچہ خدا کے فضل و کرم سے بیماری بھی بخار پہلے کی نسبت کم ہوگئی ہے سلسلہ صحت بہتر ہو رہی ہے۔ تاہم ابھی کئی بیمار ہیں جنکی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول جو بوجہ بیماری بند کئے گئے تھے تاحال بند ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ جلدی کھل جائیں گے۔ اور بذریعہ اخبار اطلاع دیدی جائیگی۔

بیماری کے ایام میں میاں نظام الدین صاحب مہتمم لنگر خانہ اور ان کے ماتحت عملہ نے نہایت تندہی اور عمدگی سے انجام

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے۔ شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری۔ اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے۔ اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲- نومبر ۱۹۱۸ء

خدا کا غضب بھڑک رہا ہے

وہ رحیم و کریم خدا جو اپنی مخلوق سے نہایت شفقت اور پیار رکھتا ہے۔ وہ شفیق اور مہربان خدا جو اپنے بندوں سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اس کی محبت کے مقابلہ میں تمام دنیا کی محبتیں ہیچ ہیں۔ وہ غفور و رحیم خدا جو انسانوں کے گناہوں اور بدکاریوں پر عفو و درگذر کا پردہ ڈالتا ہے۔ وہ قادر اور توانا خدا جو لوگوں کی سرکشیوں اور خود سریوں سے چشم پوشی فرماتا رہتا ہے۔ اس نے اب کیوں صفحۂ عالم پر بجائے شفقت اور مہربانی کا مینہ برسانے کے بجائے محبت اور پیار کی ہوائیں چلانے کے تباہی اور بربادی کی آندھیاں چلا رکھی ہیں۔ اور بجائے معاف اور درگذر کرنے کے عتاب اور عقاب کے پنجے میں گرفتار کر رہا ہے۔ اے خدا سے غافل اور بے پروا لوگو۔ اے اپنے خالق سے سرکشی اور خودسری اختیار کرنے والے انسانو۔ اے اپنے مہربان خدا کو بھلا دینے اور فراموش کر دینے والے بندو۔ تم نے غور کیا۔ سوچا۔ اور سمجھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا باعث ہے؟ کیا سبب ہے؟ کیوں خدا تمہیں مبتلائے مصائب و آلام کر رہا ہے۔ کیوں تمہارے دلوں سے آرام و اطمینان کافور ہو گیا ہے۔ کیوں تمہاری تباہی و بربادی کے ہیبتناک اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔ کیوں تم کتوں کی موت مر رہے۔ اور کیڑوں کی طرح مسلے جا رہے ہو۔ کیوں تم پر خدا کا غضب کہیں جنگ و جدل کی صورت میں۔ کہیں آتش زدگی۔ اور آتش فشانی کے رنگ میں کہیں ڈبونے۔ اور غرق کرنے کی شکل میں۔ کہیں قحط اور زلزلہ کے ڈھنگ میں بھڑک رہا ہے۔ افسوس اور صد ہزار افسوس کہ تم نے اس کے متعلق کبھی غور نہ کیا۔ کبھی فکر سے کام نہ لیا۔ اور کبھی توجہ نہ کی اگر تم اس طرف ذرا بھی توجہ کرتے۔ تو تمہیں ان آفات اور مصائب کی وجہ ان تباہیوں اور بربادیوں کا باعث ان ہلاکتوں اور خونریزیوں کے رنگ میں بھڑکنے والے غضب خدا کا موجب معلوم ہو جاتا۔ تو تم اپنے بچاؤ اور اپنی حفاظت کا سامان بھی کر سکتے۔ لیکن برا ہو جہالت اور بے دینی کا اور ناس ہو عدم توجہی اور لاپروائی کا کہ اس نے بار بار خدا کے رسول اور مامور کے بار بار آگاہ اور متنبہ کرنے کو کچھ نہ سمجھنے اور ذرا نہ غور کرنے دیا۔ دیکھو اس برگزیدہ انسان نے جسے خدا تعالیٰ نے آنے والے حادثات اور عبرتناک واقعات کی قبل از وقت خبر دینے اور ان کے اثر سے محفوظ رہنے کا طریق بتلانے کے لئے بھیجا تھا کیسے زور اور کس صفائی کے ساتھ بتایا کہ ؎

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

اور اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی تھی کہ

کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گم ہو گئی
اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے
کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں
زندگی اپنی تو ان سے گالیاں کھانے کو ہے
کافر و دجال اور فاسق ہمیں سب کہتے ہیں
کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے
جس کو دیکھو بدگمانی میں ہے حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے
چھوڑتے ہیں دین کو دنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے
غم سے جاتا ہے دل دیں کی مصیبت دیکھ کر
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرانے کو ہے

غضب الٰہی کے بھڑکنے کی یہ وجہ بتلا کر جس کے صحیح اور درست تسلیم کرنے میں کسی سمجھدار کو نہ اس وقت انکار تھا اور نہ اب ہے۔ آپ نے اس دل ہلا دینے والی حقیقت سے آگاہ کیا۔ کہ ؎

اس لئے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائے گی
ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے
موت کی رہ سے ملیگی اب ستوروں کو کچھ مدد
ورنہ دیں ہی دوستو اک روز مرجانیکو ہے

اب جن کی آنکھیں ہیں دیکھیں۔ جن کے کان ہیں سنیں اور جن کے دل ہیں۔ سوچیں کہ کیا وہ وقت آگیا ہے۔ یا نہیں جس کی خبر مندرجہ بالا الفاظ میں آج سے تقریباً ۱۲ سال پیشتر دیگئی تھی۔ گر آگیا ہے اور یقیناً آگیا ہے۔ تو اے خدا کو بھلا دینے اور سرکشی و طغیان اختیار کرنے والے انسانو کیا اگر پہلے سن کر نہیں۔ تو اب آنکھوں دیکھ کر بھی اس تباہی اور بربادی سے بچنے اور محفوظ رہنے کا تمہیں خیال پیدا نہیں ہوا۔ اور اپنے افعال و کردار پر پشیمانی اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی کے آستانہ پر جھکنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اگر نہیں ہوئی تو تم سے زیادہ بدبخت اور خود فراموش نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اور اگر ہوئی ہے تو سن لو اور خوب اچھی طرح سن لو کہ وہ خدا جس کے حکم اور منشاء کے تحت تمہارے افعال اور اعمال کے نتیجہ میں آسمان سے آگ برس رہی ہے۔ وہ اب بھی تمہارے عفو اور درگذر کرکے تم پر اپنے فضل اور رحم برکات اور انعامات کا مینہ برسا سکتا ہے بشرطیکہ تم اس کے ہو جاؤ۔ اور اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دو اسے تمہارا تباہ و برباد کرنا مقصود نہیں بلکہ تمہاری اصلاح مطلوب ہے۔ بس اگر تم اپنے اعتقادات میں اپنے اعمال میں اپنے اخلاق میں اپنی عادات میں اصلاح کرلو بداعمالیوں اور بدکرداریوں کو ترک کردو تو اب بھی اس کی عنایات بیکراں کے مورد بن سکتے ہو۔ دیکھو خدا تعالیٰ ظالم نہیں جابر نہیں بےرحم نہیں بلکہ اپنی مخلوق سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ جس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ وہ ہر وقت درگذر کرنے تمہیں معاف کرنے عفو اور درگذر سے کام لینے کے لئے تیار ہے اس کو خوش کرو اور اس کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کو قبول کرکے اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرو کیونکہ یہی ذریعہ خدا کے قہر و عذاب سے نجات پانے اور اس کے غضب سے بچنے کا ہے لیکن یہ خیال ہو کہ صرف اس برگزیدہ خدا کو زبان سے قبول کر لینا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا جب تک کہ اپنے اعمال و افعال کے ذریعہ اس کے احکام اور ارشادات کی حقانیت ثابت نہ کی جائے۔ اور جسم کے گندہ دل اور برائیوں اور پلیدیوں کو ترک کرکے تقویٰ اور طہارت نیکی اور پاکیزگی نہ اختیار کی جائے۔ سوچو کہ حضرت مسیح موعود کو زبان سے قبول کرنا پھر اعمال سے قبول کرنا کیسی دنیا پر ایک ضروری ہے۔ اور جب تک ایسا نہ کیا جائے قبول کرنا یا نہ کرنا مساوی ہے۔ اس لئے جو قبول کرنے کے مدعی ہیں انہیں اپنے اعمال اور افعال میں تبدیلی پیدا کرنی چاہئے اور اپنے آپ کو نمونہ بنا کر اور اطاعت ثابت کر کے دکھلانا چاہئے۔ اور جنہوں نے ابھی قبول نہیں کیا انہیں قبول کرکے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

خطبہ جمعہ

خدا کے نبی پر ایمان لاؤ کہ عذاب سے بچو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

غافل انسان سوئے ہوئے کی مانند ہے

بہت سے لوگ دنیا میں اس قسم کے پائے جاتے ہیں۔ کہ ان کی حالت سوئے ہوئے آدمی کی سی ہوتی ہے۔ جس طرح سوئے ہوئے انسان کو اس بات کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ میرے سرہانے کوئی دشمن مجھے مارنے کے لئے کھڑا ہے یا میرے پاس کوئی عزیز میری ہمدردی کے لئے بیٹھا ہے۔ وہ اگر اتفاقاً اچھا خواب دیکھتا ہے۔ مثلاً یہی کہ میں تاجر ہوں بہت سا روپیہ آرہا ہے۔ خریداروں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ اور جس قدر میں چاہتا ہوں نفع حاصل کرتا ہوں تو اس خواب کی حالت میں وہ خوشی سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے ذرہ ذرہ میں خوشی رچی ہوئی ہوتی ہے گو عین اسی وقت اس کا دشمن تلوار لئے قتل کرنے کے لئے سرہانے کیوں نہ کھڑا ہو۔ یا وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ دنیا کے بادشاہ میرے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں میرے پاس بیشمار خزانے ہیں۔ بڑا لشکر ہے مسلح ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ مجھے کچھ نقصان پہنچا سکے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ حقیقت میں اس وقت اس کے عزیز رشتہ دار مصیبت میں گرفتار ہوں اس کا گھر لٹ رہا ہو۔ اور اس کے پیارے جان توڑ رہے ہوں۔ تو خواب میں ایک دنیا ایسی خوابیں مراد ہیں جو سچی اور خدا کی طرف سے نہ ہوں۔ بلکہ نفسانی خیالات ہوں) انسان بڑے بڑے خیالی پلاؤ پکا رہا ہوتا ہے۔ خوشی اور مسرت سے پھولا نہیں سماتا۔ بڑے بڑے سبز باغ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت مصائب کے منجدھار میں سخت مشکلات کے بھنور میں اور سخت مصائب کے دائرہ میں گھرا ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل دوسری طرف ایک شخص کی خواب میں تو یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ میں ایک بڑے سمندر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ جہاز ڈوب رہا ہے کوئی ایسی چیز نزدیک نہیں جس سے سہارا پکڑ کر زندہ رہ سکوں۔ چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی گھیرے ہوئے ہے۔ اور سمندر کی تہ کی طرف جا رہا ہوں اسی حالت میں اسکو خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھکو مچھلی نگل جائیگی اس خیال سے وہ کانپ اٹھتا۔ اور گھبرا کر چیخ مارتا ہے۔ ممکن ہے جب وہ ایسی ڈراؤنی خواب دیکھ کر گھبرا کر چیخ مار کر اٹھے۔ تو کسی نہایت شفیق اور پیار کرنے والے کو اپنے پاس پائے۔ جو اس پر ہزار جان سے قربان ہونے کے لئے تیار ہو۔ لیکن جس طرح پہلا شخص اصل حقیقت سے ناواقف ہو کر محض نفسانی خیالات اور وہمی نظاروں پر پھولا نہیں سماتا اسی طرح یہ اصلیت سے انجان رہ کر ڈراؤنے نظاروں سے گھبرا اٹھتا۔ اور کسی کو اپنا یار و مددگار نہیں سمجھتا۔

دنیاوی معاملات میں انسان کی حالت

یہی حال دنیاوی معاملات میں بھی ہوتا ہے بہت لوگ اپنی ترقیات اور خوشیوں اور کامیابیوں کے خیالات سے مست ہیں۔ کامیابیوں کے سبز باغ ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ اور وہ اس حالت میں پھولے نہیں سماتے۔ حالانکہ ہلاکت ان کے پاس کھڑی ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور ابھی سارا مقصد حاصل کر لیں گے مگر خدا کے فرشتے کہتے ہیں۔ کہ تم شکست کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ اور ان کے بالمقابل بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی دنیا میں تمام توقعات قطع ہو چکی ہوتی ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی ہمدرد اور غمگسار نہیں ہم تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے بچنے کا کوئی طریق نہیں۔ لیکن ایک امید کا رستہ ان کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ اور وہ خوشی کی جھلک دیکھتے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان سب سے قطع ہو کر خدا کی طرف دیکھتا ہے۔ تو خدا کہتا ہے کہ میں تیری مدد کے لئے موجود ہوں میں تجھے تباہ نہیں ہونے دونگا۔

خدا ہی مصائب کے وقت مدد کرتا ہے

تو ایک شخص خواب میں ڈوب رہا ہوتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ میرے بچاؤ کی کوئی صورت ہے حالانکہ ممکن ہے کہ اسکا کوئی شفیق اسے گود میں لئے بیٹھا ہو۔ اور جس طرح ایک شخص خواب میں عمدہ نظارہ دیکھ کر بڑا خوش ہو رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ ہو سکتا ہے اس وقت اس کا دشمن اسے ہلاک کرنے کے لئے سرہانے کھڑا ہو۔ اسی طرح وہ شخص جو خدا سے دور ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤنگا۔ اور ہر قسم کے فوائد حاصل کرونگا لیکن تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور وہ جو تباہی و بربادی کے وقت خدا کے حضور جھک جاتا ہے بچا لیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے بندے کی مدد کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ دیکھو ایک بچہ جب ڈراؤنی خواب دیکھ کر چیختا اور چلاتا اٹھتا ہے۔ تو اسی وقت اس کی ماں بھاگتی ہوئی آتی ہے۔ اور کہتی ہے میرے بچے تجھے کیا ہوا۔ اور پیار سے گود میں اٹھا لیتی ہے۔ وہ تو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ میرے دشمن مجھے قتل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت اسکی ماں اس پر جھکی ہوئی شفقت اور پیار سے پوچھ رہی ہوتی ہے۔ کہ تجھے کیا ہوا۔ تو کیوں روتا ہے۔ اسی طرح انسان جب ہلاکتیں اور تباہیاں دیکھ کر گھبرا اٹھتا ہے۔ اور اپنے سامنے موت ہی موت دیکھتا ہے۔ تو اس وقت خدا اس پر جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس ماں سے بھی زیادہ شفقت اور پیار کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ ڈراؤنی خواب دیکھ کر رونے اور چلانے والا بچہ جب اٹھتا ہے۔ تو جلدی سے جلدی اپنی ماں کی گود میں

جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب ماں اسے گود میں اٹھا لیتی ہے۔ تو بھی نادان بچہ روتا ہے۔ مگر اس وقت اس کا رونا خوف اور خطرہ کا رونا نہیں ہوتا۔ بلکہ خوشی کا رونا ہوتا ہے۔ لیکن انسان روتا ہے کہ تجربہ کار ہو کر اور ایک عمر گذار چکنے کے بعد جب مصائب اور مشکلات میں گرفتار ہوتا۔ تباہی اور بربادی کے نظارے دیکھتا ہلاکت اور موت کے منظر مشاہدہ کرتا ہے۔ تو چیختا چلاتا ہے۔ مگر خدا کی طرف نہیں جھکتا۔ اس کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا۔ اور اس کی آغوش میں آنے کی سعی نہیں کرتا۔ نادان بچہ ڈرتا ہے اور روتا ہے۔ اور انسان بھی مصائب میں گرفتار ہو کر روتا ہے۔ لیکن بچہ جب ماں کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ تو وہ رنج و خطرہ کا رونا چھوڑ کر خوشی کا رونا روتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک دنیا بھر کی تکالیف کا علاج اگر کوئی ہے تو ماں کی آغوش ہی ہے۔ اور جب وہ سمجھتا ہے کہ میں اس آغوش میں پہنچ گیا تو پھر ساری دنیا کی بلائیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ مگر انسان روتا ہے۔ حالانکہ خدا اس کے پاس ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں بھی وہ روتا ہے۔ اور اس کا یہ رونا بچہ کی طرح خوشی کا رونا نہیں ہوتا۔ بلکہ خطرات کا رونا ہوتا ہے۔ وہ باوجود اس کے کہ خدا کی آغوش اس کے لئے کھلی ہوتی ہے۔ تاہم خدا کی آغوش میں وہ خطرات اور مصائب سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں خیال کرتا حالانکہ ماں کی خدا کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔ کہ جس کی گود کو ایک نادان بچہ ہر قسم کے خطرات سے بچنے کی جگہ سمجھتا ہے۔ اور اس میں پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

خدا کی اپنے بندوں سے محبت

جنگ بدر کا واقعہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک عورت گھبرائی ہوئی پھر رہی تھی۔ آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا تم جانتے ہو یہ عورت کیوں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے۔ اس کا بچہ گم ہو گیا ہے۔ جو اس سے جدا ہو گیا ہے۔ یہ اس کو تلاش کر رہی ہے اس کو خیال ہے کہ آج جنگ کا دن ہے۔ تلواریں چل رہی ہیں۔ کہیں میرا بچہ ہلاک نہ ہو جائے۔ یا غلام بنا کر بیچا نہ جائے۔ اور پھر خدا جانے کس کس ملک میں مارا مارا پھرے۔ یہ ہر ایک بچہ کو جو اسے دکھائی دیتا ہے۔ سینے سے لگاتی ہے کہ شاید یہی میرا بچہ ہو۔ فرمایا۔ تم نے دیکھا کہ اس ماں کو اپنے بچہ کے کھوئے جانے کا کس قدر کرب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے گم ہونے سے اس سے کہیں زیادہ کرب ہوتا ہے۔"

خدا کی محبت کے مقابلہ میں ہر ایک کی محبت ہیچ ہے

یہی بات سمجھنے کہ ماں کیا اور باپ کیا۔ اللہ کی محبت اور اللہ کی آغوش واقعی ایسی آرام کی جگہ ہے جس کی کسی کے ساتھ مثال ہی نہیں دی جا سکتی۔ بچہ ماں کی آغوش کو تمام جہان کے دکھوں سے آرام پانے اور ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہنے کی جگہ خیال کرتا ہے۔ لیکن وہ غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ ماں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ ایک چپڑاسی بھی اسے دھمکا سکتا ہے۔ بیوہ عورت دیکھ کر ظالم محلے کے لوگ ہی اسکو گھر سے نکال دیتے۔ یا طرح طرح کے دکھ دیتے ہیں۔ اور وہ روتی ہوئی بچہ کو سینے سے لگائے خانماں ماری ماری پھرتی ہے۔ اور کچھ نہیں کر سکتی۔ مگر خدا وہ خدا ہے کہ جو انسان اس کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ اس کا ساری دنیا مل کر بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور کوئی قوت اس پر غلبہ نہیں پا سکتی۔ اس لئے حقیقی اور پورے امن و آرام کی آغوش ایک اور صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی آغوش ہے۔ پس آغوش مادر کو خدا کی آغوش سے کیا نسبت۔ لیکن افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ ایک نادان بچہ تو مصیبت اور خطرہ کے وقت اپنی ماں کی آغوش کو ڈھونڈھتا ہے۔ لیکن سمجھدار اور تجربہ کار انسان دکھوں اور مصیبتوں میں بھی خدا کی آغوش میں آنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ جیسا آرام و آسائش اس میں مل سکتا ہے۔ اور کہیں نہیں مل سکتا۔ کیونکہ جیسا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ ایسا کوئی نہیں ہے۔

خدا کا اپنی مخلوق سے سلوک

چنانچہ سورہ فاتحہ کو دیکھو اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ اے انسانو خدا سے سمجھو تم کو تمہارا کس سے تعلق ہے۔ اس اللہ سے تعلق ہے جو ساری ہی تعریفوں کا مالک ہے۔ پھر وہ ظالم اور جابر نہیں۔ بلکہ رحمن اور رحیم ہے۔ وہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ اگر جنگل میں رہنے والے بھیڑیوں کے لئے رزق مہیا کرتا ہے تو ہوا میں اڑنے والی مخلوق بھی اس کی دی ہوئی روزی کھاتے ہیں۔ سنگ زمین میں پوشیدہ رہنے والے جانوروں کو ان کی خوراک پہنچاتا ہے۔ تو پانی میں رہنے والے جانوروں کو بھی وہی رزق دیتا ہے۔ غرض ہر ایک مخلوق کے لئے اس نے سامان زیست پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسے پہنچاتا ہے۔ کیا ایسا مہربان خدا انسان کے لئے آرام و آسائش کا سامان نہیں کریگا۔ غور کرو۔ مثلاً ایک شخص کے ہاں کوئی مہمان جائے۔ وہ میزبان اس کے نوکروں کے لئے ضروری چیزیں۔ اس کی بکریوں کے لئے پتے۔ اس کے گھوڑے کے لئے گھاس۔ اس کے اونٹ کے لئے کانٹے دار جھاڑیاں۔ اس کے کتوں اور بلیوں کے لئے گوشت۔ غرض جتنے نوکر اور جس قدر جانور اس کے ساتھ ہوں ان سب کے لئے آرام و آسائش کی چیزیں مہیا کرے اور سب کو کھانے پینے کی چیزیں دے۔ تو کیا ایسے میزبان کی نسبت یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مہمان کے ٹھہرنے کے لئے مکان کا۔ اس کے کھانے کے لئے خوراک کا اس کے آرام کے لئے بستر کا اور اس کی دیگر ضروریات کے پورا کرنے کا انتظام نہیں کریگا۔ ہرگز نہیں کیونکہ جب وہ اپنے مہمان کی خاطر اس کے ساتھ کی ہر ایک کو آرام پہنچا رہا ہے۔ تو خود اسکو کیوں نہ پہنچائیگا۔ پس ایسے میزبان کی نسبت بجز پاگل کے کوئی شخص خیال نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے مہمان کو بھوکا رکھیگا۔ یا اس کے آرام کے لئے کوئی انتظام نہ کریگا۔

بھی بات کو مد نظر رکھ کر دیکھنا چاہیئے کہ کیا خدا جس نے تمام مخلوق کے لئے سامان پیدا کئے ہوئے ہیں۔ جس نے مچھروں کے لئے سانپوں کے لئے بچھوؤں کے لئے کتوں کے لئے شیروں کے لئے رزق پیدا کیا ہوا ہے۔ ان کے آرام کے سامان مہیا کئے ہوئے ہیں۔ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ ان سب سے اشرف اور اعلیٰ مخلوق (انسان) کے لئے رزق مہیا نہیں کرے گا۔ (اس کے آرام کے سامان پیدا نہیں کریگا) اس نے سب کچھ کیا ہوا ہے۔ لیکن جس طرح ایک نادان اور کم عقل انسان اپنے نہایت مہربان اور خاطر تواضع کرنے والے میزبان سے لڑ کر چلا جاتا ہے۔ اور اس کی میزبانی کو رد کرکے اس آرام اور آسائش سے محروم ہو جاتا ہے جو وہ اسے پہنچانا چاہتا ہے۔ اسی طرح ناسمجھ اور ناشکرا انسان خدا تعالےٰ سے جنگ کرکے اس سے منہ موڑ لیتا ہے اور خدا تعالےٰ کے پیدا کئے ہوئے آرام کے اسباب سے فائدہ اٹھانے سے بے نصیب رہتا ہے۔ پس اگر نادان انسان باوجود اس خاطر کے اپنے میزبان سے لڑ کر چلا جائے۔ تو یہ اس کی بیوقوفی ہوگی۔

انسان کی خدا سے لڑائی

دیکھو حیوان اپنے مالک سے کبھی نہیں لڑتا۔ جو کچھ وہ اسے کھانے کو دیتا ہے کھا لیتا ہے۔ اور اگر بھوکا بھی رہے۔ تو بھی اس کے دروازے کو نہیں چھوڑتا۔ مگر انسان خدا سے لڑتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا کی کیا پرواہ ہے۔ گو یہ بات اکثر انسان زبان سے نہیں کہتے۔ بلکہ عمل سے کہتے ہیں۔ پس جب انسان خدا سے لڑتے ہیں۔ اس کے حکموں کو توڑتے ہیں۔ اور اس کی نعمتوں کی بیقدری کرتے ہیں۔ تو ہر طرح طرح کے عذاب آتے ہیں۔ بیماریاں پڑتی ہیں۔ زلزلے اور سیلاب آتے ہیں۔ لڑائیاں ہوتی ہیں۔ قحط پڑتے ہیں۔ اور ناشکر گذار لوگ تباہ و برباد کئے جاتے ہیں۔ ان کے مال و اسباب برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ ان کے عزیز و خویش ہلاک کئے جاتے ہیں۔ یہ کیوں اس لئے کہ جب خدا کسی نعمت اور کسی انعام اور کسی بخشش کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ تو پھر جو ایسے مہربان اور رحم کرنے والے خدا سے منہ موڑتے، اور نہ صرف منہ ہی موڑتے ہیں۔ بلکہ لڑائی مول لیتے ہیں۔ انہیں اس ناشکر گذاری کا مزا چکھنا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ رحم کرتا ہے اور انسان کو کسی نعمت کے دینے میں بخل نہیں کرتا۔ مگر یہ اس سے لڑائی مول لیتا ہے۔ اور اس سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ پھر وہ اس کی سزا بھگتتا ہے۔

موجودہ زمانہ کی حالت

اس زمانہ میں بھی یہی نظارہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگوں نے خدا سے لڑائی شروع کر رکھی تھی اور خدا سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ اس لئے خدا نے ایک نبی کو مبعوث کرنا ضروری سمجھا جو انہیں بتلائے کہ تمہاری تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کا علاج خدا اور صرف خدا ہی کے پاس ہے لیکن کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ ایک بچہ جو اپنی ماں کو ناراض کرکے اس کی گود سے نکلتا ہے وہ تو ماں کے صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہوّا آیا دوڑ کر اس کی چھاتی سے لپٹ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ تو جھوٹ موٹ کا ہوّا ہوتا ہے۔ مگر اس بچہ پر اس قدر اثر کرتا ہے۔ کہ اپنی تمام ناراضگی کو بھول جاتا ہے۔ اور اپنی ماں کی گود کو ہی اپنے لئے جائے حفاظت سمجھتا ہے۔ لیکن انسانوں کے سامنے سچ مچ کے ہوّے عذابوں کی صورت میں آتے ہیں۔ اور خدا کا نبی بار بار اور بڑے زور سے ان کے آنے سے پہلے اطلاع دیتا ہے۔ تاکہ انسان اپنے خالق اور مالک کو راضی کرلیں۔ اور اس کے آگے جھک جائیں۔ مگر یہ نہیں ڈرتے۔ اور اتنا تکبر دکھاتے ہیں کہ خدا کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں خواہ کیسی مصیبتیں اٹھائیں گے۔ مگر مہربان خدا کی آغوش میں نہیں جائیں گے۔ وباؤں اور بیماریوں سے اپنے ساتھیوں کو تباہ و برباد ہوتا دیکھیں گے۔ مگر خدا کی طرف نہیں جھکیں گے۔ زلزلوں سے۔ سیلابوں سے خانماں برباد ہو جائیں گے۔ مگر خدا کی پناہ میں نہیں آئیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ باوجود ان کی ایسی سرکشی کے پھر بھی تمام کے تمام انسانوں کو ہلاک نہیں کرتا۔ نہ ان کی زیست کے تمام سامانوں کو بالکل تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ بلکہ بہتوں کو عبرت حاصل کرنے کے لئے زندہ رکھتا ہے۔ اور کچھ نہ کچھ سامان ان کی زیست کے پیدا کرتا رہتا ہے۔ لیکن کیسا رونے کا مقام ہے کہ ایک بچہ جو نادان ہے۔ وہ تو اتنی دانائی کرتا ہے۔ کہ جب کوئی خوف و خطرہ دیکھتا ہے۔ تو اپنی ماں کی آغوش میں جاتا ہے۔ لیکن انسان دانا ہو کر مصائب اور آلام کے وقت دکھ اور تکالیف کے وقت خدا کی آغوش میں جانے سے انکار کر دیتا ہے۔ اور جو خدا کی طرف جاتا ہے اس پر ہنسی اور تمسخر کرتا اسے احمق اور مجنوں بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں ہے۔ نادان کہنے کو تو کہہ دیتا ہے کہ خدا کی ضرورت نہیں حالانکہ جس زبان سے وہ یہ بات کہتا ہے۔ وہ بھی خدا ہی کی دی ہوئی ہے۔ اور دوسری تمام چیزیں جن کی وجہ سے یہ خدا کو بھولا ہوا ہے۔ وہ بھی سب خدا ہی کی دی ہوئی ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے ایک کمزور اور ناتواں انسان کسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت نہیں حالانکہ اس کے سہارے بغیر وہ کھڑا نہ رہ سکے۔

خدا سب کو ہلاک کیوں نہیں کرتا

یہ اللہ تعالےٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے بھاگنے والے سرکشوں اور اپنے دشمنوں کو بھی رزق پہنچاتا اور سہارا دیتا ہے۔ اور یہ اس کی رحیمیت کا نشان ہے۔ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن خدا کے دشمن تھے۔ ابو جہل چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا۔ اس لئے خدا کا بھی دشمن تھا۔ مگر خدا اسکو رزق دیتا تھا۔ کیونکہ اس لئے کہ آخر تھا تو اسی کا بندہ۔ پس وہ لوگوں کو عذابوں میں ڈالتا۔ مصائب میں جکڑتا ہے۔ اور قحطوں میں گرفتار کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ربوبیت بھی کرتا ہے۔ تاکہ تمام کے تمام ہلاک نہ ہو جائیں۔ پس یہی وہ بات ہے۔ جس کے باعث وہ سب کو ہلاک نہیں کرتا۔ کہ آخر ہیں تو میرے ہی بندے۔ اور میری ہی مخلوق۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کا رحم سزا کے وقت بھی انسان کو نہیں

چھوڑتا۔ بلکہ خدا کی طرف سے جو سزا آتی ہے وہ بھی اسکا رحم ہی ہوتا ہے۔ تا لوگ عبرت پکڑیں اور بڑے عذاب سے بچ سکیں

انبیاء کے دشمن خدا کے دشمن ہوتے ہیں

پس جب زمانہ میں انسان خدا سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے منہ موڑ لیتے ہیں خدا ان پر یہ رحم فرماتا ہے کہ ان کی بھلائی کیلئے نبی مبعوث فرماتا ہے۔ جو ان کو خدا کی طرف بلاتا ہے۔ مگر دنیا کے لوگ دنیا کی طرف ایسے جھکے ہوتے ہیں کہ اسکی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اور اگر کرتے ہیں تو اسکی مخالفت اور دشمنی کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اسکی دشمنی اسکی دشمنی نہیں ہوتی بلکہ خدا کی ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا اس کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے دشمن آپ کی مخالفت نہیں کرتے۔ حضرت مسیح کے دشمن حضرت مسیح کے دشمن نہیں تھے۔ اور حضرت موسیٰ کے مخالف حضرت موسیٰ کے مخالف نہیں تھے۔ بلکہ وہ اس چیز کے دشمن تھے جو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے اور وہ کیا تھا۔ وہ خدا اور اس کا کلام تھا۔ پس انبیاء کے دشمن ان کی ذات کے دشمن نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا کے دشمن ہوتے ہیں۔ انبیاء تو گمنامی میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ بہ نسبت دنیا میں ظاہر ہونے کے۔ لیکن خدا انکو گوشۂ گمنامی سے کھینچ کر دنیا کے سامنے لاتا ہے۔ پس چونکہ ان کو اپنی بڑائی منظور نہیں ہوتی بلکہ وہ خدا کی بڑائی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اس لئے انکی مخالفت ان کی مخالفت نہیں تھی۔ بلکہ خدا کی مخالفت تھی۔ اور ان کے مخالف خدا کے مخالف ٹھیرے۔ باوجود اس قدر مخالفتوں۔ اور عنادوں کے جو وہ خدا کے نبیوں کے بالواسطہ خدا کے ساتھ کرتے رہے۔ خدا پھر بھی ان پر رحم فرماتا تھا

موجودہ زمانہ میں پہلے کی نسبت کیوں سخت عذاب آرہے ہیں

اب غور کرنا چاہئے کہ وہ خدا جو اپنی مخلوق کے ساتھ ایسا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اسے اب ہو کیا گیا کہ دنیا کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے تباہ کر رہا ہے کوئی عقلمند جب اپنی بیوی اپنے بچوں۔ اور اپنے بھائیوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ان کے گلوں پر چھری نہیں پھیرتا۔ اور نہ ہی دوست کو قتل نہیں کرتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ خدا جو اپنے بندوں پر ایسا رحم اور محبت کرنے والا ہے۔ کہ اس کے رحم کے مقابلہ میں کسی کا رحم بھی پیش نہیں کیا جا سکتا دیکھو دنیا پر طرح طرح کے عذاب بھیج رہا ہے۔ کہیں قحط سے دنیا ہلاک ہو رہی ہے۔ کہیں قتل و غارت کا زور شور ہے۔ کہیں طاعون سے ہلاکت پھیل رہی ہے اور کہیں ایسی ایسی بیماریاں پیدا کی جا رہی ہیں۔ جو اس سے قبل کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔

پس جبکہ خدا تعالیٰ طرح طرح کی آفات بھیج رہا ہے تلوار اس نے کھینچ لی ہے۔ وبائیں اس نے پھیلا دی ہیں جنگیں اس نے شروع کرادی ہیں تو ضرور اس کی کچھ وجہ ہونی چاہئے۔

اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ وہ رحم کرنے والا خدا بدل گیا۔ اور اسکی جگہ (نعوذ باللہ) کوئی سفاک اور ظالم خدا آگیا۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خدا میں ہرگز کوئی تغیر نہیں آ سکتا۔ اس لئے آج بھی وہی خدا ہے۔ جو آج سے قبل تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اب انسان وہ انسان نہیں رہے جو آج سے قبل ہوتے تھے۔ اور جن پر خدا رحم کیا کرتا تھا بلکہ اس زمانہ کے انسانوں نے اپنی حالت کو بدل لیا ہے۔ جو اچھے تھے وہ مر گئے اور ظالم و سفاک اور دین سے لاپرواہ اور تقویٰ سے بے خبر اور گندے لوگ رہ گئے ہیں۔ پہلی وجہ چونکہ درست نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہی درست ہے۔ اور درحقیقت بات بھی یہی ہے۔ کہ موجودہ انسانوں نے ایک بڑی تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی ہے اور چونکہ وہ خدا تعالیٰ سے اتنے لاپرواہ اتنے دور اور اتنے سرکش ہو گئے ہیں جتنے اس زمانہ سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے ان پر ہر قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کے ایسے دروازے کھول دیئے گئے اور عذاب کے لئے ایسے چھوڑ دیئے گئے جیسے ان سے پہلے لوگوں پر کبھی نہیں چھوڑے گئے۔

پس یہ خیال بالکل غلط ہے کہ (نعوذ باللہ) خدا بدل گیا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے انسانوں کی حالت نہایت خراب ہو گئی ہے۔ وہ نسل جو اچھی تھی گذر گئی اس کے بعد جو پیدا ہوئے وہ اچھے نہیں۔ خدا تو ازلی ابدی ہے۔ اس لئے اس میں کوئی نقص نہیں پیدا ہو سکتا۔ لیکن انسان چونکہ فانی ہستی ہے۔ اس لئے نیکوں اور اچھے لوگوں کے مرنے کے بعد بُرے اور بدکار پیدا ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی ہو رہے ہیں۔

خدا کی طرف سے عذاب کیوں آتے ہیں

اب چونکہ انسانوں نے خدا کو چھوڑ دیا ہے اس لئے انھیں آفتوں میں ڈالا گیا۔ تا خدا کی ہی آغوش میں آئیں۔ اور خدا کی آغوش کے سوا دنیا میں کہیں امن نہیں پس اب امن حاصل کرنے اور مصائب و آلام سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کے دروازے پر گر پڑیں کیونکہ جو خدا کے دروازے پر گر پڑے وہ کبھی ہلاک نہیں کئے گئے۔ تاریخ اسکی شاہد ہے۔ دیکھو اہل عرب نے خدا کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ اس سے منہ موڑ چکے تھے۔ اسپر خدا نے ایک نبی کے ذریعہ ان کو اپنی طرف بلایا۔ اور ایسے وقت میں بلایا جبکہ ان کی حالت بہت بری تھی۔ اور چونکہ انھوں نے خدا کی طرف آنے کی بجائے اس سے اور زیادہ سرکشی کی اس لئے خدا تعالیٰ نے انھیں سیدھا کرنے کے لئے عذابوں میں گرفتار کیا۔ لیکن جب وہ خدا کی طرف آ گئے تو ان تمام ذلتوں کو عزتوں سے تمام ہلاکتوں کو خوشحالیوں سے بدل دیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ کی قوم کے ساتھ کیا گیا جب وہ خدا سے دور اور اسے چھوڑ چکے تھے۔ تو ہر قسم کی ذلت اور رسوائی میں گرفتار کئے گئے۔ ان کے لڑکے قتل کئے جاتے تھے۔ ان کی عورتیں بے عصمت و بے آبرو کی جاتی تھیں اور فرعون طرح طرح کی ذلتیں ان پر وارد کرتا تھا۔ لیکن جب وہ حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا کے آگے جھک گئے تو ایک طرف انھیں ذلیل و رسوا کرنے تکلیفیں اور دکھ پہنچانے والے فرعون اور اسکی قوم کا جو کچھ انجام ہوا اسے دیکھو اور دوسری طرف ان کی حالت دیکھو کہ نہایت ذلیل اور رسوائی کی زندگی سے نکال کر حکمران بنا دیئے گئے

اسی طرح حضرت مسیح کی قوم کو دیکھو ایک وقت تو اسپر وہ آیا کہ بڑے بڑے دکھوں اور مصیبتوں میں گرفتار کی گئی۔ حتیٰ کہ اس کے خاص معبد میں سور کو ذبح کیا گیا۔ مگر خدا نے آخر انھیں

کو ہلاکت دیدی۔

عذاب بھی رحم کے تقاضا سے بھیجا جاتا ہے

پس خدا جب عذاب نازل کرتا ہے۔ تو اس لئے نہیں کرتا کہ اپنی مخلوق کو تباہ و برباد کر دے۔ بلکہ عذاب کے بھیجنے کے لئے اسکی مہربانی ہی تقاضا کرتی ہے۔ کہ میری مخلوق جو بگڑ گئی ہے۔ اس کی اصلاح ہو جائے۔ تو یہ اس کے رحم کا ہی تقاضا ہوتا ہے۔ کہ لوگ عذاب میں گرفتار کئے جاتے ہیں۔ دیکھو کوئی ایسا ڈاکٹر مریض پر رحم کرنے والا نہیں کہلا سکتا جو اس کے خراب اور سارے جسم میں زہر پھیلانے والے عضو کو نہیں کاٹتا۔ کیونکہ ڈاکٹر کا مریض کے لئے یہی رحم ہے کہ اس کا جو عضو کاٹنے کے قابل ہے اسے کاٹ دے۔ تاکہ باقی جسم کی اصلاح اور حفاظت اس کے کاٹنے سے ہو جائے۔ پس جب ایک ڈاکٹر مریض کے جسم میں فساد ہوتا دیکھیگا۔ تو نشتر چلائیگا۔ اور کوئی پرواہ نہیں کریگا۔ کیونکہ یہی اس کے رحم کا تقاضا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے مثانہ میں پتھری ہو۔ تو ڈاکٹر کا رحم یہ نہیں ہوگا کہ اسکو چھوڑ دے بلکہ اس کا رحم اسے مجبور کریگا کہ نشتر چلائے اور جسم کو چیر کر اس تکلیف دینے والی چیز کو نکال ڈالے۔ تو جیسے ایک ڈاکٹر کا رحم اور ہمدردی مریض کا مرض دور کرنے کے لئے نشتر چلانیکا تقاضا کرتی ہے۔ ایسے ہی خدا تعالیٰ کی رحمت بھی انسان کے مرض کو دور کرنے کے لئے۔ عذاب کا بھیجنا ضروری سمجھتی ہے۔ اور جس طرح جب تک مرض دور نہیں ہوتا اس وقت تک ڈاکٹر کا نشتر کام کرتا رہتا ہے۔ لیکن جب مرض رفع ہو جاتا ہے۔ تو مریض کو عمدہ عمدہ غذائیں دیجاتی ہیں۔ ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح خداوند کریم بھی اسی وقت تک عذاب دیتا ہے جب تک کہ لوگوں کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اور جب انسانوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ تو پھر انھیں ہر قسم کے انعامات دیتا ہے۔

خدا کا عذاب دینا ظلم نہیں

مگر اب دیکھنا یہ چاہیئے کہ دنیا میں یہ جو قسم قسم کی بلائیں اور تباہیاں آرہی ہیں۔ ان کے لانیکا موجب کیا ہوا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ بلا سبب اور بلاوجہ تو آنہیں رہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ اور نہ یہ اندھا راج ہے۔ کہ "ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا" کا حساب ہو سکتے ہیں کوئی بیوقوف راجا تھا اسنے اپنے حدود ریاست میں حکم جاری کر رکھا تھا۔ کہ ہر ایک چیز ٹکے سیر بکے۔ ایک چیلے نے اپنے گرو کو کہا کہ راجا جی اس ریاست میں ٹھہرو یہاں بڑا مزا ہے۔ ہر ایک چیز ٹکے سیر بکتی ہے۔ ہم خوب سیر ہو کر مٹھائی وغیرہ کھایا کریں گے۔ گرو نے کہا یہاں نہیں رہنا چاہئے کیونکہ اگر رہے تو ہم پر ضرور کوئی نہ کوئی مصیبت آئیگی لیکن چیلا اصرار کر کے ٹھہر گیا۔ اور کچھ دن تک خوب مٹھائیاں کھائیں۔ اور خوب موٹے تازے ہو گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ قاتل گرفتار کر کے پھانسی کا حکم دیا گیا۔ جب اسے پھانسی دیجانے لگی تو جلاد نے کہا۔ چونکہ اسکی گردن پتلی ہے۔ اس لئے پھانسی کا رسا اسکے گلے میں پوری نہیں آتی۔ راجہ نے کہا اسکی بجائے کسی موٹی گردن والے کو تلاش کر کے پھانسی دیدو آخر کسی کو تو پھانسی دینا ہی چاہئے۔ اسپر گرو صاحب جن کی گردن موٹی تھی۔ پکڑ کر پھانسی دیئے گئے۔ یہ ایک ظلم و جبر کی کہاوت مشہور ہے۔ اور ممکن ہے کسی ظالم اور جہالت کے پتلے نے ایسا کیا بھی ہو۔ لیکن خدا کی نسبت اس قسم کا خیال بھی دل میں نہیں لایا جا سکتا وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی رحیم و کریم ہے۔ اور کسی پر ایک ذرہ بھر ظلم روا نہیں رکھتا۔ وہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات کا پورا پورا علم رکھتا۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ اس لئے اس کی طرف سے کسی پر ظلم نہیں ہو سکتا۔ جب یہ بات ہے۔ تو پھر آجکل جو دنیا میں قتل و غارت تباہی و بربادی ہلاکت اور خونریزی ہو رہی ہے۔ نئی نئی بیماریاں اور وبائیں پھیل رہی ہیں قحط اور زلزلے آرہے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ یہ تو میں بتا آیا ہوں اور بتانے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک وہ انسان جسے ذرا بھی عقل سے حصہ ملا ہے جانتا ہے۔ کہ خدا نہیں بدلا۔ اور نہ وہ بدل سکتا ہے۔ وہ جیسے پہلے تھا۔ ویسے ہی اب بھی ہے۔ اس لئے یہی ماننا پڑیگا۔ کہ مخلوق کی حالت ہی نہایت خراب ہو گئی ہے اسی لئے یہ عذاب آرہے ہیں۔ پس یہ خوفناک ہلاکت ہے۔ اور غیر معمولی عذاب جس کی اس سے پہلے کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ بلاوجہ نہیں۔ ورنہ ہی اچانک بلا اطلاع آگیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سے سنت ہے۔ کہ عذاب بھیجنے سے پہلے لوگوں کو متنبہ کر دیا کرتا ہے۔

عذاب سے پہلے رسول کا آنا لازمی ہے

اخبار چراس زمانہ میں بھی ہر ایک رسول اپنے اس قانون کے ماتحت بھیجا کہ ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا ہم کبھی عذاب نہیں دیتے۔ جب تک کہ پہلے رسول نہ بھیج لیں۔ اب وہ لوگ جنھوں نے موجود مصائب سے پہلے آنے والے رسول کو نہیں پہچانا۔ اور قبول نہیں کیا انہیں تلاش کرنا چاہئے۔ کہ عذاب تو موجود ہے۔ جو پچھلے زمانہ میں معمولی نہیں۔ بلکہ غیر معمولی ہے۔ پھر وہ رسول کہاں ہے جو خدا تعالیٰ کے مذکورہ بالا قانون کے مطابق عذاب سے پہلے آنا چاہئے تھا۔ اور اگر کہیں کہ خدا نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ تو کیا وہ خدا کو جھوٹا تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر کیا وہ قرآن کو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ کہ عذاب کے قبل میں رسول بھیجتا ہوں۔ اور جب تک آنے والی ہلاکت سے متنبہ کرنے کے لئے رسول نہ آلے میں عذاب نہیں دیتا۔ مگر یہاں عذاب تو مختلف شکلوں میں موجود ہے اور تباہی ہر طرف اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ رسول کا پتہ نہیں۔ کم از کم قرآن کے ماننے والوں پر تو یہ حجت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے ہی یہ قانون مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت تک عذاب نہیں آتا جبتک کہ رسول نہ آلے پس اب جبکہ عذاب آگیا ہے۔ اور عذاب بھی ایسا ہے۔ جو عالمگیر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کا رسول آچکا ہے۔ اور رسول بھی کوئی معمولی رسول نہیں۔ بلکہ وہ بھی تمام دنیا کے لئے رسول ہے۔ اور اس کا تعلق صرف ایک خطہ زمین سے نہیں۔ بلکہ تمام روئے زمین کے باشندوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس وقت تباہی ساری دنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے وہ رسول بھی ساری دنیا کے لئے ہے۔ اور یہ ہم نہیں کہتے۔ بلکہ خدا کہتا ہے۔ پس غور کرو کہ یہ کیسا خوفناک وقت ہے۔ ایک عذاب ابھی پیچھا نہیں چھوڑتا کہ دوسرا اس سے بھی سخت آموجود ہوتا ہے۔ طاعون ابھی گئی نہیں کہ اس کے علاوہ ایک اور نہایت خطرناک مرض

نمودار ہو گیا ہے۔ جس نے طاعون کا کام سنبھال لیا ہے۔ چونکہ طاعون کو لوگوں نے اب معمولی بیماری سمجھ لیا تھا اس لئے خدا نے ایک اور مرض بھیجا جو طاعون سے آگے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ جب دوزخیوں کی جلدیں جل جائیں گی تو انکی جلدوں کو ہم بدل دیں گے۔ تاکہ وہ عذاب کو چکھ سکیں۔

حضرت مسیح موعود کا الہام مختلف امراض کے متعلق

وہاں تو جلدیں بدل جائیں گی لیکن یہاں عذاب بدلے جا رہے ہیں۔ تاکہ لوگ ایک عذاب کے عادی ہو کر اسے معمولی نہ سمجھ لیں۔ اور اس سے بے پرواہ ہو جائیں۔ پس فی الحال طاعون چلا گیا۔ چنانچہ اخباروں میں شائع ہو رہا ہے۔ کہ آجکل طاعون سے چونکہ کوئی کیس نہیں ہوتا یا شاذ و نادر ہوتا ہے اس لئے یہاں سے چلا گیا۔ اور اس کی بجائے خدا نے ایک نئے مرض کو بھیج دیا۔ اور اس بات سے خدا تعالیٰ نے اپنے اس رسول کے ذریعہ جسے اس نے ان عذابوں کی پہلے بھیجا، آگاہ کر دیا تھا کہ میں نئے نئے امراض بھیجونگا چنانچہ اب وہ بھیج رہا ہے۔ اور اسی نئے مرض سے قریباً [illegible] ہزار اموات صرف بمبئی میں ہوئی ہیں اور دہلی کی حالت بھی خراب ہے۔ پھر پنجاب کے ہر قریہ ہر قصبہ اور ہر شہر میں اس نے طوفان بپا کر رکھا ہے۔ اس کی خبر حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے پہلے سے دے رکھی تھی۔ چنانچہ آپ کو الہام ہوا تھا الامراض تشاع و النفوس تضاع۔ کہ امراض پھیلائے جائیں گے۔ اور جانیں ضائع کی جائیں گی۔ یہ الہام آپ نے آج سے پچیس سال قبل شائع فرمایا تھا۔ پس آج وہ پورا ہو رہا ہے۔ جبکہ نئی نئی قسم کی وبائیں دنیا میں پھیل رہی اور انسانوں کو ہلاک کر رہی ہیں۔

خلیفۃ المسیح ثانی کا رویا موجودہ وبا کے متعلق

مجھے وہ درجہ تو حاصل نہیں جو حضرت مسیح موعود کو حاصل تھا۔ آپ خدا کے نبی اور رسول تھے۔ لیکن آپ کی نیابت سے یہ درجہ حاصل ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اب سے قریباً چار سال پہلے اس بیماری کے متعلق بذریعہ رویا اطلاع دی تھی۔ وہ رویا میں نے اسی جلسہ میں کے وقت لوگوں کو سنا دی تھی۔ اور شائع* بھی ہو چکی ہے

میں نے دیکھا کہ طوفان بڑے زور کا آیا ہے۔ اور بہت بلند ہوتا جا رہا ہے۔ لوگ مر رہے ہیں۔ مکان گر رہے ہیں۔ درخت ٹوٹ رہے ہیں۔ اس وقت چودھری فتح محمد صاحب کو میں نے دیکھا۔ آخر پانی بڑھتے بڑھتے اس مکان کی چھت پر چڑھنا شروع ہو گیا جس پر ہم کھڑے تھے۔ اس وقت میں بہت گھبرا گیا۔ اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ لیکن ہر طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ جب پانی چھت پر بھی آنے لگا۔ تو میں نے زور زور سے یہ کہنا شروع کیا

اللھم اھتدیت بھدیک و آمنت بمسیحک

اسوقت مجھے حضرت مسیح موعود بھی آتے ہوئے معلوم ہوئے اور اپنے لوگوں کو تاکید کی کہ یہی فقرہ پڑھیں جس کے معنے یہ ہیں کہ "اے خدا میں تیری ہدایت کے ذریعہ ہدایت پاتا ہوں۔ اور تیرے مسیح پر ایمان لاتا ہوں" میں نے پڑھنی شروع کی۔ تو وہ طوفان اتر گیا۔

اس رویا میں جو طوفان دکھایا گیا ہے۔ اس سے جنگ یورپ مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس وقت جنگ ہو رہی تھی۔ اور چودھری صاحب ولایت میں تھے پھر پانی سے مراد وبا ہوتی ہے۔ اب جبکہ چودھری صاحب بھی یہاں آ گئے ہیں۔ تو یہ وبا شروع ہوئی ہے۔ جو دکھلائی گئی تھی۔ پس اس سے نجات پانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو جو اس زمانہ کے رسول ہیں۔ مانا جاوے کیونکہ اس نبی کے

---

* یہ رویا ۱۴ دسمبر ۱۹۱۴ء کے اخبار الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ جو بہ لفظہ درج ذیل ہے:-

"جیسی اس مسجد (مسجد اقصیٰ) میں بیچوں بیچ ایک نالی جاتی ہے۔ اسی طرح کی ایک نہر ہے۔ اور وہ بہت دور تک چلی جاتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بڑا پانی ہے۔ مگر بندوں کی وجہ سے اس کے اندر ہی بند ہے۔ اس کے اردگرد ایک نہایت خوبصورت باغ ہے۔ میں اس میں ٹہل رہا ہوں۔ اور ایک اور آدمی بھی میرے ساتھ ہے۔ ٹہلتے ٹہلتے نہر کی پرلی طرف میں نے چودھری فتح محمد صاحب کو دیکھا اتنے میں ایک شخص آیا اور میرے ساتھ میرے گھر کی مستورات بھی ہیں اس نے مجھے کہا کہ گھر کی مستورات کو پردہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ انہیں کہہ دیں صرف باغ میں ٹہلیں۔ میں جب اس جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف گیا ہوں تو مجھے بڑے زور سے پانی کے بہنے کی سرسراہٹ آئی۔ اس وقت میں جس طرح پرانے مقبرے بنے ہوتے ہیں ایسے مکان میں کھڑا ہوں وہ مقبرہ اس طرح ہے جس طرح بادشاہوں کی قبروں پر بنے ہوتے ہیں۔ میں اس کی چھت پر چڑھ گیا ہوں۔ اور اسکی کئی چھتیں اونچی نیچی ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ بنی ہوئی ہیں۔ جب پانی کی سرسراہٹ کی آواز آئی تو میں نے اسی سڑک کی طرف دیکھا۔ باہر وہ ایسا خوفناک نظارہ تھا کہ پرستان نظر آتا تھا یا ہر جگہ پانی پھرتا جاتا تھا۔ عمارتیں گرتی جاتی تھیں درخت بہے جاتے تھے گاؤں اور شہر تباہ ہوتے جاتے تھے۔ پانی میں لوگ ڈوب رہے تھے۔ کسی کے گلے گلے کسی کے ناک تک کسی کے سر کے اوپر پانی چڑھا جاتا تھا۔ اور ڈوبنے والوں کا بڑا دردناک نظارہ تھا۔ حتی کہ وہ پانی اس مکان کے بھی قریب آ گیا جس پر میں کھڑا تھا۔ اور اس کی دیواروں سے ٹکرانا شروع ہو گیا۔ آگے پیچھے کی آبادی کو تباہ و برباد ہوتا دیکھ کر بے اختیار میرے منہ سے نکل گیا "نوح کا طوفان" پھر پانی اس مکان کی چھت پر چڑھنا شروع ہوا اس کے اردگرد جو دیوار تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی اسے توڑ کر اندر آنا چاہتا ہے اور لہریں دیوار کے اوپر سے نظر آتی تھیں اسوقت میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا مجھے کہیں آبادی نظر نہیں آتی تھی اور پانی ہی پانی نظر آتا تھا جب پانی چھت پر بھی آنے لگا تو میں نے گھبراہٹ میں پکار پکار کر اس طرح کہنا شروع کیا۔ **اللھم اھتدیت بھدیک و آمنت بمسیحک** اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوڑے چلے آتے ہیں۔ اور گویا لوگوں سے فرماتے ہیں۔ کہ یہی فقرہ پڑھو تب تم اس عذاب سے بچ جاؤ گے۔ مجھے حضرت مسیح موعود نظر نہیں آئے۔ لیکن یہ میرا خیال تھا۔ کہ آپ لوگوں کو یہ فرماتے ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ پانی کم ہونا شروع ہوا اور چھت کھلی کھلی نظر آنے لگی۔ اسی گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی۔"

بکثرت کے باعث ہی یہ عذاب آیا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے یہ عذاب ایسے ہیں جیسے ماں غصہ سے بچہ کو تھپڑ مارتی ہے جبکہ وہ غلطی کرتا ہے۔ لیکن جب وہ غلطی کو چھوڑ دیتا ہے تو اسکو پیار کرتی ہے۔ پس خدا کے نبی پر جو خدا کی طرف بلاتا ہے۔ ایمان لاؤ تاکہ نجات پاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو وہی خدا جو اب طرح طرح کے عذاب نازل کر رہا ہے۔ اپنی رحمت کے دروازے کھول دیگا۔ اور اپنے انعامات سے مالا مال کر دیگا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت جب آئیگی تو شریر بندوں پر آئیگی۔ پس جب تک نیک بندے ہوں گے خدا ہلاک نہیں کریگا۔ آجکل یہ مرض اس شدت سے پھیلا ہوا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ کثرت سے گھر کے گھر بیمار پڑے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ جو دوسرے کی مصیبت کو دیکھ کر نصیحت پکڑتے ہیں۔ وقت تنگ ہو گیا ہے ورنہ اس کے متعلق بہت کچھ بیان کرتا۔ انشاء اللہ کسی اگلے جمعہ کے خطبہ میں بیان کرونگا۔

کسی احمدی کو نہیں محروم رہنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب حقیقۃ الرؤیا کے مطالعہ سے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ کیونکہ اس میں حضور نے الہام کشف اور رؤیا اور خواب کے مضمون کو جس کے متعلق بعض کا ارشاد ہے کہ میرے خیال میں اس مضمون کو بجز بہت کم لوگ ابتلاؤں اور ٹھوکروں سے بچ سکے ہیں۔ نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ پس احباب کو چاہئے کہ اپنے خوابوں کی حقیقت معلوم کرنے اور ابتلاؤں سے بچنے کے لئے ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ جو عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ عمدہ سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ حجم سوا سو صفحہ قیمت ۱۰ر

قبولیت دعا کے طریق

اس رسالہ میں دعا کے قبول ہونے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایسے طریق بتائے ہیں۔ کہ جن پر عمل کرنے سے دعائیں قبول ہو سکتی ہیں۔ بیشمار اصحاب فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اب دوسری دفعہ یہ رسالہ شائع ہوا ہے قیمت ۳ر محصولڈاک پتہ ایڈیٹر الفضل قادیان

دس ہزار روپیہ کا انعام

اور

مولوی ثناء اللہ ناکام

تھوڑا ہی عرصہ ہوا مکرم جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن نے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس میں ضرورت امام کو قرآن کریم اور سنی و شیعہ کی کتب احادیث سے نہایت عمدگی کے ساتھ ثابت کرنے اور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچانے کے بعد کہ جو امام وقت کو نہ مانے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ ہر فرقہ کے مسلمانوں کو چند شرائط کے ساتھ ایک چیلنج دیا تھا۔ جن میں سے وہ اصل شرط کہ باقی شرائط جس کی فرع ہیں۔ یہ تھی کہ اگر کوئی شخص موجودہ زمانہ میں کسی ایسے شخص کا پتہ بتائے جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مجھے خدا تعالیٰ نے دنیا کی راہ نمائی کے لئے اس زمانہ کا امام بنا کر بھیجا ہے۔ اور میں اس صدی کے سر پر مبعوث ہوا ہوں اور مجدد ہوں۔ تو ایسے شخص کو صرف اس زمانہ کے مدعی امامت و مجددیت کا پتہ بتلانے پر دس ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے جنہیں خواہ مخواہ ہر معاملہ میں دخل دینے اور شیخی بگھارنے کا جنون سا ہو گیا ہے ۱۹۔ جولائی کے اہلحدیث میں لکھا کہ

"سیٹھ صاحب کو ہم اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اس خدمت کے لئے ہم حاضر ہیں۔ جو مجدد قادیانی ہم اس کے لئے منتخب ہیں۔ ہمارا قول یہ ہے

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لیکر

پس سیٹھ صاحب یہ بتادیں کہ دس ہزار رقم کس کے فیصلے سے دیں گے۔

ہاں یہ یاد رہے کہ مرزا صاحب کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ براہین احمدیہ کے لئے انہوں نے دس ہزار روپیہ دینے کا اعلان کیا تھا جس کا فیصلہ تین مسلمہ منصفوں پر رکھا تھا ملاحظہ ہو (براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۲) کیا آپ بھی اسی طرح تین مسلمہ منصفوں سے فیصلہ کرا دیں گے یا خود فیصلہ کرینگے۔ اس کے علاوہ مبلغ دس ہزار روپیہ کسی امین کے پاس جمع کرانا ہوگا۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان الفاظ کو پڑھکر جو انہوں نے دس ہزار روپیہ کے انعامی چیلنج کے متعلق لکھے۔ ہر ایک سمجھدار انسان یہی خیال کریگا کہ یا تو انہوں نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے اس امر کو سمجھا ہی نہیں۔ جس کا ثبوت دینے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا گیا تھا۔ یا اگر سمجھا ہے۔ تو اتنی بڑی رقم کا اعلان سنکر ان کے منہ میں اس قدر پانی بھر آیا کہ بغیر سوچے سمجھے جو جی میں آیا لکھدیا۔ اس پر جناب سیٹھ صاحب موصوف نے بذریعہ ایک خاص چٹھی انہیں اصل امر کی طرف توجہ دلائی۔ اس چٹھی کی پوری نقل ۲۲۔ اگست ۱۹۱۸ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں انکی غلط فہمی یا دھوکہ دہی کو دور کرنے کے بعد لکھا گیا تھا۔ کہ جناب والا ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ رسالہ عود کے صفحات ۳۳-۳۴ کے مطابق۔ اگر کوئی شخص مبعوث الکل حضرت مرزا صاحب (صلوات اللہ علیہ والسلام) کسی دوسرے شخص کو پیش کرسکے۔ تو اسکو دس ہزار روپے دئے جا سکیں گے۔ وکرنا آپ کو۔ کیونکہ ہمیں تو صرف ایسے امام زمان و مجدد وقت کی ضرورت ہے۔ جو جب منہاج نبوی منجانب اللہ ہدایت خلق کے لئے بطور خداوندی مبعوث کیا گیا ہو۔ جیسے کہ ہماری نظروں میں حضرت مرزا صاحب مغفور و مبرور کی ذات والا صفات ہے۔ رہا روپیہ کا معاملہ تو اس کا بھی اپنے چیلنج میں بخوبی فیصلہ کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۳"

مذکورہ بالا چٹھی مولوی ثناء اللہ صاحب کو اخبار میں شائع کرنے کے لئے بھیجی گئی تھی۔ لیکن انھوں نے اس کے شائع کرنے میں سخت بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کا ایک نہایت ضروری حصہ بالکل حذف کر دیا ہے۔

"معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے چیلنج پر سرسری نظر ڈالی ہے۔ جبھی تو یہ لکھتے ہیں کہ حیدرآباد دکن سے ایک دانہ آئی ہے۔ جس کا مضمون ہے۔ کہ ہم نے جو رسالہ در تائید مرزا (میں) شائع کیا ہے۔ اس کے جواب

ہم اب ہم دس ہزار روپیہ انعام کا چیلنج دیتے ہیں۔"

اس کے متعلق ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنے چیلنج میں یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جو ہمارے اس رسالہ کا جواب دے۔ اس کو دس ہزار روپے دیں گے۔ اس رسالہ میں اس طرح کی صریح عبارت اگر کہیں ہے۔ تو پیش کرنا ایڈیٹر اہلحدیث پر واجب ہے۔"

ان فقرات کو حذف کرنے کے باوجود چٹھی کے مضمون کو ایسے رنگ میں شائع کرنا کہ گویا ایک لفظ چھوڑا ایک نقطہ بھی کم نہیں کیا گیا۔ اس درجہ کی دیدہ دلیری اور بے حیائی نہیں قرار کیا ہے۔ اور پھر اسپر یہ لکھنا کہ

"ہم حسب منشاء آپ کے جواب دینے کو تیار ہیں۔ مگر آپ اپنی اقرار کردہ انعامی رقم بہاراجہ صاحب موصوف کے پاس امانت رکھیں گر ہم سے منصف مقرر کریں۔"

کس قدر دھوکہ دہی اور فریب کاری کا کام ہے۔ یہ ہر مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایمانداری اور دینداری پر انہیں ایک اور چٹھی لکھی گئی۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ دیکھئے اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث

کیا اسے شرافت کہنا چاہئے۔ یا یہودیوں کی تحریف کہ جب آپ نے اپنے اخبار کے ذریعہ جس ارکہ ہمارے انعامی چیلنج کے متعلق مطالبہ کیا اور جب اس کو ہم نے جواب دیا تو آپ نے ہمارے جواب کے ضروری حصہ کو حذف کر کے اور اپنی مرضی کے موافق تحریف کر کے اسکو اپنے اخبار میں ہمارے نام سے اس طرح شائع کیا کہ ناظرین پر یہ ظاہر ہوا کہ آپ کا درج کردہ مضمون ہی گویا ہمارا اصل مضمون ہے۔ کیا آپ کا یہ فعل خدا کی مخلوق کو دھوکا دینا نہیں ہے ورنہ یا آپ کے نزدیک ایسی ہی ایمانداری باقی رہ گئی ہے۔ ہم پھر لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے ہرگز اپنے رسالہ میں یہ نہیں لکھا۔ کہ جو شخص ہمارے چیلنج کا جواب دیگا۔ ہم اسکو دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دماغ میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق کچھ نہ کچھ خیالات جمع رکھتا ہے۔ اور اسی کے موافق جواب بھی دیا کرتا ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں تو بلا کسی پیچ کے بہت سے لوگوں کو یہ شوق دامنگیر ہے۔ کہ وہ کچھ نہ کچھ حضرت مرزا صاحب کے خلاف لکھ کر اسی طرح جھوٹی شہرت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ ہمارا چیلنج تو یہ ہے کہ ہم نے جب سنی و شیعہ کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کر دکھلایا ہے۔ کہ جو شخص امام زمان کی شناخت کے بغیر مرگیا ہوتا ہے۔ وہ کفر کی موت مرتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ امام زمان وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے خاص طور پر ہر صدی کے شروع میں مبعوث کرتا ہو اور جس کے ذریعہ وہ اہل دین و دنیا میں آشکار کرتا ہو اب ظاہر ہے کہ یہ تعریف اس زمانہ میں سوائے حضرت مرزا صاحب کے کسی دوسرے پر صادق ہی نہیں آتی۔ اور اس صداقت کا ثبوت بھی محمد حسین بٹالوی جیسے اشد ترین دشمن کی تحریرات سے اور دوسرے بہت سے دلائل سے دیا ہے۔ بنا بریں ان لوگوں کا جو تعصب اور جہالت کی وجہ سے لوگوں کو جھٹلاتے ہیں فرض ہے کہ وہ دکھلادیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب نہیں تو پھر وہ صادق مدعی کون ہے۔ جس نے آپ کو جھوٹا ثابت کر کے اپنی صداقت دنیا میں آشکار کر دی ہو کہ وہی اس صدی کا مجدد یا مامور من اللہ یا امام زمان ہے۔ اور جس کے دعوے کو لاکھوں لوگوں نے مان بھی لیا ہو۔ اور جس نے عام طور پر اپنی تحریرات سے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ ہر ایک شخص جو مجھکو اس زمانہ کا صادق امام نہیں مانتا۔ وہ کفر کی موت مریگا۔ اور جہنمی قرار پائیگا۔ صرف ایسے مدعی کو پیش کر دو اور ہم سے دس ہزار روپیہ انعام بطور ہی ہمارے چیلنج کا اصل مطلب ہے۔ اس کے سوائے ہمکو آپ کے کسی اور جواب کی ضرورت نہیں۔

روپیوں کے متعلق بھی ہم نے اسی چیلنج کے صفحہ ۳۳ پر فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ہندوستان کے سب سے معتبر بنک جو بنک آف بنگال کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں ڈیپازٹ کر دینے کو ہم تیار ہیں۔ جب آپ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ نے ہمارے چیلنج کا مضمون کو پڑھ لیا ہے۔ تو پھر بھی یہ تقاضا کیوں ہے کہ جہاں آپ خود چاہیں وہاں ہی ہم روپیہ رکھیں اور جن کو آپ منصف مقرر کریں انکو ہی ہم قبول کر لیں۔ آپ یہ بگوش ہوش سن رکھئے کہ اس معاملہ کے انفصال کیلئے آپ کو دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ان سب امور کا فیصلہ ہم خود بالاتفاق اس مدعی سے طے کریں گے۔ لیکن ہم کو کامل یقین ہے کہ آپ ہرگز ایسا کوئی مدعی پیش نہ کر سکیں گے۔ اسی لئے تو اس قسم کے حیلے تراشتے ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب صادق مدعی نہیں تھے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اس صدی کے شروع میں اپنا خاص مصلح جو مجدد وقت یا امام زمان کے نام سے مشہور ہوا کرتا ہے۔ مبعوث کر کے حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی و دلائل کو جھوٹا ثابت کر کے اپنے صادق دعوی کی صداقت دنیا میں آشکار نہ کرتا۔ اگر آپ کے خیال میں کوئی مدعی ایسا ہے۔ جو صادق بھی ہے تو جائے تعجب ہے کہ دنیا آج سے پہلے اس سے کیوں مطلع نہیں ہوئی۔ اور اگر کسی کو اطلاع ملی۔ تو وہ صرف آپ ہی ہیں۔ اور پھر یہ مدعی بھی عجیب ڈرپوک ہے۔ کہ جس کے متعلق ہزار ہا روپیہ کا چیلنج دیا جاوے۔ پھر بھی وہ آپکی وکالت کے بغیر پبلک میں آنیکی جرأت ہی نہیں کرتا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ لوگ آنکھیں رکھتے ہوئے دیکھتے نہیں کان رکھتے ہوئے سنتے نہیں۔ اور دل رکھتے ہوئے سوچتے نہیں۔ اور آپ جیسے مولوی کہلانے والے کی باتوں پر بھروسہ رکھکر خود اپنی اور اپنی آل و اولاد کی آخرت تباہ کرتے ہیں۔

مولوی صاحب اس زمانہ کے امام کی مخالفت نے آپ کو درحقیقت ایسا بنا رکھا کہ گو آپ مولوی فاضل ہیں پھر بھی ایسا آسان اور صاف مسئلہ سمجھنے سے آپکی عقل قاصر ہو گئی۔ یا آپ نے جان بوجھ کر اغراض نفسانی کی خاطر لوگوں کو گمراہ کرنیکا پیشہ اختیار کر رکھا ہے۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو کہ آپکی ان کرتوتوں کی وجہ سے ہزارہا۔ بلکہ لاکھوں لوگوں کا دین و ایمان خراب ہو رہا ہے۔ کیا آپ کو مرنا نہیں ہے۔ اور اپنے خالق کے روبرو کھڑا ہو کر جواب دینا نہیں ہے۔

کیا ہمارا یہ مضمون [illegible] اپنے اخبار میں بلا کسی تحریف یا کمی بیشی کے شائع کرنے کی جرأت دکھلا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہم کو دوسرے اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ اسکی اشاعت [illegible] والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار عبد اللہ الہ دین [illegible] سکندر آباد

ہنگامۂ یورپ

سیرے اور اُواز کی لائن سے جرمن پسپائی لندن ۲۲۔ اکتوبر۔ ایک فرانسیسی اطلاع مظہر ہے۔ کہ دشمن اواز اور سیرے کے درمیان والے سارے محاذ پر پیچھے ہٹ رہا ہے۔

جرمنوں کی قلعہ بندیاں پیرس ۲۲۔ اکتوبر۔ جرمن پانت اموزان آدری وینزور یائے شیل کے شمال میں جو کہ ہنریل سے میت پر ملتا ہے اچھی طرح قلعہ بندیاں کر رہے ہیں۔

دشمن کے جوابی حملے مسترد لندن ۲۷۔ اکتوبر گذشتہ شب کی فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ مسلح موٹروں کی معیت میں ہم نے آج اواز اور سیری کے درمیان ایک زبردست حملہ کیا۔ اور دشمن کو اس کے زبردست استحکامات سے خارج کرنے کے بعد متعدد مواضع پر قبضہ کر لیا۔ اور قیدی بھی گرفتار کئے میلان اور شاتو پور شیلن کے درمیان جرمنوں نے زبردست جوابی حملے کئے۔ لیکن ہر جگہ انہیں پسپا کر دیا گیا۔ ہم نے اس خطہ میں کل سے دو ہزار تین سو قیدی گرفتار کئے ہیں۔ بعض ایک ڈویژن نے صد ہا کلدار توپیں گرفتار کیں۔

جرمنی میں ہنگامے لندن ۲۴۔ اکتوبر اسکی اطلاع دیگئی ہے کہ جرمنی کے مختلف حصص میں روزانہ بلوے ہو رہے ہیں۔ پولیس سے مقابلہ ہونے کے باعث بہت سی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ سامان خام کی قلت اور فسادات کی وجہ سے سامان جنگ کی تیاری میں بہت رکاوٹیں پیش آ رہی ہیں۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ کارخانہ کرپ کو مجبور ہو کر بہت سے کاریگروں کو الگ کر دینا پڑا ہے۔

قیصر کے فیصلہ کن اعلان کی توقع لندن ۲۶۔ اکتوبر اخبار فرینک فرٹزر ژیٹنگ خیال کرتا ہے کہ پریسیڈنٹ ولسن نے اپنی تازہ یادداشت میں قیصر کی طرف صاف اشارات کئے ہیں۔ اور امید کرتا ہے کہ قیصر بہت جلد کوئی دانشمندانہ فیصلہ کریں گے۔ خبار ی ہیوان ڈین ڈاگ کو اپنے برلن کے نامہ نگار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ قیصر کی طرف سے بہت جلد ایک اعلان ہونے کی توقع ہے۔ جس سے معاملات صاف ہو جائیں گے۔ قیصر کے تخت سے دست بردار ہونے کی بھی افواہیں اُڑ رہی ہیں۔

جرمنی کا جواب پریسیڈنٹ ولسن کو کوپن ہیگن ۲۲۔ اکتوبر۔ جرمنی نے پریسیڈنٹ ولسن کی یادداشت کا جواب ڈاکٹر سولف جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جرمنی کے آئینی نظام میں دور تک پہنچنے والے تغیرات کئے گئے ہیں۔ گفتگو صلح عام باشندوں کی حکومت کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اور فوجی طاقتیں بھی اس کے ماتحت ہیں۔ اس کے بعد خود کو تمادیز التوائے جنگ کا منتظر کہا ہے۔ جو ایک منصفانہ صلح کا پہلا قدم ہو۔ آسٹریا نے بھی اپنے جواب میں پریسیڈنٹ کے مطالبات کو قبول کر لیا ہے۔

سرویا میں لڑائیاں۔ ایک فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ دریائے ڈینیوب پر سپالنکا کے حدود میں ہمارے توپخانے نے گولہ باریاں کیں۔ غنیم کے ایک مانیٹر جہاز کو نقصان پہنچایا گیا۔ فرانسیسی تیر دلوں نے ڈینیوب کے شمالی کنارے پر حملہ کیا۔ جس میں جرمنوں کے اکثر سپاہی گرفتار ہوئے۔

اطالوی حملہ لندن ۲۴۔ اکتوبر۔ ایک اطالوی سرکاری لاسلکی اطلاع مظہر ہے۔ کہ تمام دن کی سخت جنگ کے بعد ہم نے کوہ گریپا کے بعض مواقع پر قبضہ کر لیا۔ اور گذشتہ یوم کی فتوحات میں ۲۴۹ قیدیوں کا اور اضافہ کیا۔ ہم نے کوہ پرٹیگا اور کوہ ولڈیوسو پر جو کہ شمال اسپینا نسیا میں واقع ہیں قبضہ کر لیا۔

فیوم پر دوبارہ ہنگری کا قبضہ لندن ۲۲۔ اکتوبر بیوڈاپسٹ کا ایک تار اطلاع دیتا ہے کہ افواج ہنگری نے جزیرہ فیوم پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

حلب پر انگریزی قبضہ لندن ۲۷۔ اکتوبر فلسطین کی ایک سرکاری کمیونیک مظہر ہے کہ ہمارے رسالے اور مسلح موٹروں نے حلب پر ۲۶۔ اکتوبر کی صبح کو قبضہ کر لیا۔ جہاں دشمن نے خفیف مزاحمت کی تھی۔

ہندوستان کی خبریں

ہندوستان میں جنگی بخار۔ جنگی بخار میں ابھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ سکول اور کالج لاہور اور دہلی میں بند ہو چکے ہیں۔ کانپور میں کہا جاتا ہے۔ کہ بیماری زوروں پر ہے۔ یہ بیماری ہر جگہ تباہی اور بربادی پھیلا رہی ہے۔ اور کوئی شہر بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہا ہے۔

مسٹر محمد علی ایک کمیٹی سے رو برو جوان کے مقدمہ کی تحقیقات کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ عذرات پیش کر رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے ان کی درخواست پر اس خصوص میں مسٹر سی۔ آر۔ الیس کو قانونی مدد حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

حیدر آباد میں بخار۔ یہاں مریضوں کی تعداد تقریباً ۵۰۔۲۰ ہزار رہی ہے۔

لاہور میں پراسرار بیماری سے اموات ۲۴ اکتوبر کو لاہور میں اس بیماری سے ۲۰۷ اموات واقع ہوئیں۔ ۲۴ اکتوبر کو ۱۸۱ اموات اور ۲۵ کو ۲۲۴ واقع ہوئیں۔

نواب محمد اسحٰق خانصاحب کا انتقال نواب حاجی محمد اسحٰق خانصاحب آنریری سیکرٹری علیگڑھ کالج نے بروز اتوار بمقام میرٹھ انتقال فرمایا۔

پنجاب کونسل کا آئندہ اجلاس پنجاب کی قانونی کونسل کا آئندہ اجلاس ۷ نومبر کو ہوگا۔ جس میں سکیم اصلاحات کے بعض پہلوؤں پر بحث کی جائیگی۔

لاہور میں بچوں کی نمائش۔ لاہور میونسپلٹی نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ۔ انجمن ترقی علوم کی شرکت سے لاہور میں بچوں کی ایک نمائش منعقد کی جائے۔

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی حضرت مسیح موعود کے صحابی جو پینسٹھ روپیہ تنخواہ ماہوار پاتے ہیں گریجوایٹ ہیں۔ بال بچے بھی رکھتے ہیں۔ ضروریات شرعیہ کی بنا پر دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ملکی ذات اہل دین و اجمال اور کچھ خواندہ ہو۔ خط و کتابت مجھ سے ہو۔ **اکمل۔ قادیان**

باہتمام ... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ... مالکان ... شائع ہوا